© rasailojaraid.com

ضیاءالدین لاہوری

ایک نصیحت آموز کہانی

بُرے وقتوں کی بات ہے کہ ایک ملک پر ایک چالاک غیر ملکی قوم نے تاجروں کے بھیس میں نہایت غیر محسوس طور پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنالیا۔ نئے حکمران ان باشندوں میں ایک قوم سے سخت خائف تھے اور چاہتے تھے کہ اس میں پھوٹ ڈال کر اپنی حکمرانی کو مضبوط کیا جائے۔ ایک وقت آیا کہ انہوں نے اس قوم میں سے چند افراد کو ڈھونڈ نکالا' جو ان کے مقاصد کی برآوری میں مؤثر ثابت ہوسکتے تھے۔ ان میں سے ایک حریص شخص کو ہر قسم کی مراعات دے کر اس سے یہ چاہا کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کی ایک الگ جماعت قائم کرے' جو عقیدتاً حکمرانوں کی اطاعت کی پابند ہو۔ اس شخص نے بڑے دعاوی سے کام لیا اور اپنے اردگرد پیروکاروں کا ایک ٹولہ بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ جب اس امیر المنافقین کے دعاوی شریعت کے حدود پھیلا نگنے لگے تو خطرے کو بھانپتے ہوئے علمائے امت نے عامۃ المسلمین کو اس کے جعلی مذہب سے بچنے کی تلقین شروع کردی۔ یہ دشمن مذہب وملت بالآخر ارتداد کی حالت میں آنجہانی ہوا۔ اس کے بعد اس کی معنوی اولاد نے اس کی اطاعتی فکر کا منصب سنبھال لیا۔ لیکن یہ سلسلہ کب تک چلتا؟ اس ٹولے کے آقاؤں کو ایک روز ملک چھوڑ کر جانا تھا اور آخر کار جانا ہی پڑا۔

آزادی کے بعد آستین کے ان سانپوں میں سے چند افراد نے اپنے پیشوا کو ہم وطنوں سے غداری کے الزام سے بچانے کے لیے دانشوروں اور کالم نگاروں کا سوانگ بھرا اور اپنے آنجہانی امیر کا نام لیے بغیر اپنے پشتینی آقاؤں کے زمانے کے ان مشاہیر کے ''فرمودات'' کو ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کا پروگرام بنایا جو ان کے ٹولے کی مانند غیر ملکی حکمرانوں کی اطاعت کا دم بھرتے رہے تھے۔ یہ نام نہاد دانشور اتنے چالاک تھے کہ خود کو اپنے مخصوص ٹولے کا فرد ظاہر نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں ہدایت تھی کہ وہ اپنی اصل پہچان پر پردہ ڈالے رکھنے کے لیے اپنے ان خونی بھائیوں اور رشتہ داروں کا بھی کسی سے ذکر نہ کریں' جو ان کے اپنے گروہ میں خاص منصب پر فائز ہوں۔ یہ اپنی تحریروں میں متذکرہ مشاہیر کے ایسے ہی حوالے پیش کرتے تھے' جیسے کہ غیر ملکی حکمرانوں کے حق میں ان کے پیشوا کے ہیں۔ اس طرح یہ بالواسطہ طور پر اپنے آنجہانی امیر کے کردار کو تحفظ بخشنے کی ناپاک کوشش کرتے۔ یہ لوگ غداری کے جواز میں ایک مخصوص مذہبی حلقے کے'' تاریخی'' فتووں کی پوٹلیاں اٹھائے قارئین کو دکھاتے پھرتے ہیں اور فتویٰ کنندگان کے نام بڑے احترام کے ساتھ لے لے کر تعارف ''نہایت جید عالم'' کے طور پر کرواتے لیکن جب انہی کے بیان کردہ ''نہایت جید'' عالموں کے دیئے گئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''تاریخی''فتوے ان کے آنجہانی امیر کے بارے میں پیش کیے جاتے تو آئیں بائیں شائیں کے ساتھ ان سُنی کر دیتے اور اس پر کوئی بات نہ کرتے۔ پھر یوں چیختے کہ گڑے مُردے کیوں اکھاڑتے ہو،یعنی تاریخی واقعات سے پردہ کیوں ہٹاتے ہو؟ مطلب یہ کہ خود تاریخ کے ساتھ بد دیانتی کرتے رہیں' مگر دوسرے ان کے آباؤ اجداد اور ہم نواؤں کے کرتوت آشکارا کرنے سے باز رہیں۔ جو افراد علمی بحث کے ذریعے ان کے پیش کردہ حوالوں کو حقائق کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرتے، جواباً ان کی یوں خبر لی جاتی کہ ان پر جذباتی قسم کے طعنوں اور کوسنوں کے پتھروں کی بارش کر دی جاتی۔ چونکہ اصل نکات کا جواب دینا ان کے بس میں نہ ہوتا تھا' اس لیے بات کو الجھا کر اسے کچھ کا کچھ بنا ڈالتے۔ انہوں نے بعض قومی اخبارات میں خفیہ طور پر اپنے کارندے تعنیات کروا رکھے تھے' تاکہ ان کے خیالات فاسدہ کی آسانی کے ساتھ ترویج ہو اور مخالف مضامین کی اشاعت رکوا سکیں۔ ان کارندوں کے ذریعے یا اپنے صحافتی مراسم کو کام میں لا کر وہ اپنے خلاف جوابات کو ضائع کروا دیتے اور پھر بینڈ بجانے لگتے کہ معترضین سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ جب بعض موقعوں پر اس سے بھی کام نہ چلتا' تو وہ بحث میں علمی انداز تہ تیغ کرتے ہوئے نہایت تمسخرانہ انداز میں معترضین کے نام بگاڑتے اور ایسے واہیات اور وحشیانہ انداز میں شور مچانے لگتے کہ بے چارے جواب کنندگان خود کو ایک عجیب کیفیت میں گھرا ہوا محسوس کر کے اپنی ٹانگیں بچانے کی فکر میں پڑ جاتے۔ اس طرح وہ لوگ یہ جواز قائم کرنے کی کوشش کرتے کہ معترض مقابلے سے بھاگ گئے اس لیے ہم حق پر ہیں۔

یہ سلسلہ نسل در نسل اب بھی جاری ہے۔ پچھلے دنوں ان کا تازہ شکار ایک محفل میں اس کیفیت پر تعجب کا اظہار کر رہا تھا کہ ان لوگوں کا علمی بحث کا یہ انداز کیسا ہے اور اس طرح کسی نتیجے پر کیسے پہنچا جا سکتا ہے؟ ایک سیانے نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ''یہ ان کا آزمودہ طریقۂ واردات ہے۔ مقابل کو بھاگ جانے پر مجبور کرنے کے لیے دوسروں پر کیچڑ اچھالنا ان لوگوں کا قدیمی شیوہ ہے۔ انہیں پتہ ہے کہ دوسرے ان کے غلیظ کردار کے معیار کی گہرائی تک نہیں اتر سکتے' اس لیے جو منہ میں آتا ہے، اسے اُگل دیتے ہیں۔ اخلاقی حدود کو بھی پھلانگ جاتے ہیں۔ بظاہر تو یہ لوگ اکیلے دکھائی دیتے ہیں مگر دراصل انہیں ان کے ٹولے نے گروہی طور پر مقرر کیا ہوتا ہے، اور اسی بل بوتے پر یہ ایسی کارروائیاں کرتے ہیں'' اس نے نصیحت کی کہ ''مخصوص گروہ کے ان نام نہاد دانشوروں اور کالم نگاروں سے علمی بحث کے لیے ایسے افراد سے مشورہ کرنا نہایت ضروری ہے جو ان کی نفسیات اور منفی ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہوں، وگرنہ یہ مقابل کو تنہا پا کر وحشی جانوروں کا رویہ اپناتے ہوئے اسے واہیات انداز میں بھگا دینے کا فطری طریقۂ کار استعمال کرتے ہیں''۔ سیانے کی اس نصیحت کے ساتھ ہی یہ کہانی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ بس، باقی ہوس۔

© rasailojaraid.com